Uncle Tom's Cabin

Harriet Beecher Stowe

انکل ٹام کیبن

ہیریئٹ بیچر سٹو

سید عرفان علی

www.server555.com

www.SyedIrfanAli.com

امریکی ادب کی تاریخ

تمام بہترین کتب کے تراجم

Uncle Tom's Cabin

Harriet Beecher Stowe

Originally published: May 1852

امریکی ادب کے پانچ ادوار

1	The Colonial and Early National period	امریکہ کا ابتدائی اور نو آبادیاتی دور	(17th century to 1830)
2	The Romantic period	رومانی دور	(1830 to 1870)
3	Realism and Naturalism	حقیقت نگاری	(1870 to 1910)
4	The Modernist period	جدیدیت	(1910 to 1945)
5	The Contemporary period	دورِ حاضر	(1945 to present)

انکل ٹام کیبن تیسرے دور یعنی رومانی دور سے تعلق رکھتا ہے۔

اس سے پہلے کے دور میں

روشن خیالی کی تحریک جس میں بنجمن فرینکلن وغیرہ شامل تھے

اس میں روایت پسندی کی جگہ عقلیت پسندی نے لے لی

مذہبی عقیدے کی جگہ سائنسی تحقیق نے

بادشاہت کی جگہ جمہوریت

اور ہر جگہ نعرہ لگنے لگا

عدل آزادی اور مساوات کا

اس کے بعد آیا

Romanticism in America

جرمنی انگلینڈ اور فرانس کے بعد رومانی ادب کی تحریک اٹھارہ سو بیس کے قریب امریکہ کو اثر انداز کر گئی

برطانوی انگریزی کے رومانی دور کے اہم ناموں کو تو ہم جانتے ہیں یعنی

William Wordsworth
Samuel Taylor Coleridge
Lord Byron. ...
Percy Bysshe Shelley. ...
William Blake. ...
John Keats. ...
Mary Shelley.

تو اب ہم امریکی رومانوی دور کو دیکھتے ہیں۔

اس تحریک کی بنیاد کے مطابق

عالمی سچائی کے اظہار کا بہترین ذریعہ سائنس کے بجائے آرٹ ہونا چاہیے۔

اس دور کا سب سے اہم نام رالف والڈو ایمرسن کا ہے

نئے الفاظ کو نئے معنی دیئے گئے مثال کے طور پر خود شناسی، خودی کا اظہار اور خود اعتمادی۔

نفسیات میں زیادہ توجہ دی جانے لگی اور انسان کی ذات کا مطالعہ بنیادی حیثیت اختیار کر گیا۔

نفسیاتی کیفیات کو بیان کرنے کے لیے بہت زیادہ فنی تکنیک کو پروان چڑھایا گیا

مثال کے طور پر آپ کسی پہاڑ کے اوپر سے دنیا کا نظارہ کریں تو ایسا عظیم الشان منظر آپ کے دل و دماغ پر چھا جائے گا، ایسی طاقت قوت اور عظمت عطا کرے گا جو آپ کے خوابیدہ احساس کو جگہ دے گی۔ ایسی قوت اور احساس جس سے پہلے آپ ناواقف تھے۔ امریکہ میں پہاڑ بھی تھے، ریگستان بھی، دریا بھی اور برفانی علاقے بھی، جو اس تحریک کو استعمال کرتے ہوئے امریکہ کی عظمت کا احساس دلا سکتی تھیں۔ عظیم ادیبوں نے اس کام کو نیکی بھی تصور کیا۔

انکل ٹام کیبن کی تاریخ میں اہمیت

طاقت ور کمزور پر ظلم کرتا ہے۔ مال مفت دل بے رحم۔

اور دنیا میں انسانوں پر سب سے زیادہ ظلم غلاموں کے ساتھ کیا گیا۔ جب دنیا کا ہر بڑا مذہب غلامی کی اجازت دے گیا تو انسانی قوانین کو کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔

چونکہ مذکورہ ناول امریکہ سے متعلق ہے، اس لئے آج امریکہ جن علاقوں پر مشتمل ہے وہاں لائے جانے والے غلاموں کی آفیشل تعداد کو دیکھتے ہیں۔ حقیقی تعداد تو یقینی طور پر اس سے زیادہ ہی ہوگی۔

سال	غلاموں کی تعداد
1626–1650	824
1651–1675	0
1676–1700	3,327
1701–1725	3,277
1726–1750	34,004

1751–1775	84,580
1776–1800	67,443
1801–1825	109,545
1826–1850	1,850
1851–1875	476
Total	305,326

اگر ہم اٹھارہ سو ساٹھ کے امریکہ کو دیکھیں تو اسکے شمالی حصے میں شدید بر فباری ہوتی تھی۔ انڈسٹری عروج پر تھی اور غلامی کی اجازت نہ تھی۔ جبکہ جنوبی حصے میں موسم مناسب اور زمین زرخیز ہونے کی وجہ سے فارمنگ اور زراعت بہت بڑے پیمانے پر کی جاتی تھی۔ اس کے لئے سستی افرادی قوت یعنی غلاموں کی ضرورت تھی اور غلامی کو قانونی حیثیت حاصل تھی۔

شمالی حصے کو انڈسٹری اسلحے کے کارخانوں اور آبادی کی وجہ سے برتری حاصل تھی اور پھر ابراہام لنکن وہاں سے ہی صدر منتخب ہو گئے۔ انہوں نے جنوبی حصے پر بغاوت کے الزام لگاتے ہوئے اعلان جنگ کر دیا۔ جنوب اور شمال کے حصے اپنے اپنے علاقے کے مفادات کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جنوبی حصہ غلامی کے حق میں تھا۔

1861 –1865

چار سالوں کی جنگ میں ہلاکتوں کی تعداد دیکھتے ہیں

کل ہلاکتیں		618,222
جنوبی حصے کی ہلاکتیں	Confederate deaths	258,000
شمالی حصے کی ہلاکتیں	Union deaths	360,222

برطانیہ اگرچہ اپنے آپ کو غیر جاندار کہہ رہا تھا مگر جنوبی حصے کا ساتھ دے رہا تھا۔ وجہ۔ معاشی مقاصد۔ جنوبی حصے کی کپاس۔

1852

میں خاتون رائٹر ہیریئٹ بیچر سٹو نے انکل ٹوم غلامی کے خلاف تحریر کیا۔ سال کے آخر تک ناول کی تین لاکھ کاپیاں فروخت ہو گئیں۔ یہ کتاب آگ کی چنگاری ثابت ہوئی جس نے شمالی حصے کے ہر دل میں غلامی کے خلاف آگ بھڑکا دی۔

ناول کی اشاعت کے صرف دس سال بعد اٹھارہ سو باسٹھ میں ابراہام لنکن نے مصنفہ ہیریئٹ بیچر سٹو سے ملاقات کے دوران کہا

"the little woman who wrote the book that started this great war."

مصنفہ سیاہ فام لوگوں سے اس لئے محبت کرتی تھی کیونکہ اسکی ماں کی وفات کے بعد گھر میں موجود سیاہ فام نوکرانی نے اس سے بہت زیادہ ہمدردی رکھی۔ محبت کی۔ دوسرے اٹھارہ سوانچاس میں اپنے جس بیٹے سے مصنفہ بہت محبت کرتی تھی وہ صرف اٹھارہ ماہ کی عمر میں ہیضے سے مر گیا۔ شدید غم نے ان سیاہ فام فاموں کے لئے ہمدردی پیدا کی جن کی اولادیں ان سے چھین کر دوسروں کو زبردستی فروخت کردی جاتی تھیں۔ مصنفہ کا کہنا تھا کہ یہ ناول خدا کی طرف سے الہام تھا۔ اور خدا نے ہی اسے لکھا ہے۔ ایک دن گرجے میں عبادت کے دوران ایک خراب حال بوڑھے غلام کی شبیہ ابھری۔ اسے مارا جا رہا تھا اور سخت تکلیف میں تھا۔ اور اسی وقت ذہن نے پلاٹ مکمل کرلیا۔

رائٹر نے مرکزی خیال

Josiah Henson

نامی غلام کی آپ بیتی سے لیا۔

Anti Uncle Tom Novels

انکل ٹام کیبن کا اہمیت کا اندازہ ناول کے جواب میں لکھے گئے درج زیل ناولز سے لگایا جاسکتا ہے۔

Aunt Phillis's Cabin; or, Southern Life As It Is
By Mary Henderson Eastman (1852)
Life at the South; or, Uncle Tom's Cabin As It Is
By W. L. G. Smith (1852)
"Uncle Tom's Cabin" Contrasted With Buckingham Hall, The Planter's Home
By Robert Criswell, Esq. (1852)
Frank Freeman's Barber Shop: A Tale
By Rev. Baynard R. Hall, D.D. 1852]
The Cabin and Parlor; or, Slaves and Masters
By "J. Thornton Randolph" (1852]
The North and the South; or, Slavery and Its Contrasts [EXCERPTS]
By Caroline Rush 1852]
The Lofty and the Lowly; or, Good in All and None All-Good [EXCERPTS]
By Maria J. McIntosh 1853]
Antifanaticism: A Tale of the South
By Miss Martha Haines Butt 1853]
Uncle Robin in His Cabin in Virginia, and Tom Without One in Boston
By J. W. Page 1853]
Liberia; or, Mr. Peyton's Experiments
By Sarah J. Hale 1853]
Mr. Frank, The Underground Mail-Agent
By "Vidi" 1853]
The Master's House; A Tale of Southern Life [EXCERPTS]
By "Logan" 1854]
The Planter's Northern Bride
By Mrs. Caroline Lee Hentz 1854]
Tit For Tat [EXCERPTS]

By "A Lady of New Orleans" 1856]
White Acre vs. Black Acre
By William M. Burwell 1856]
The Ebony Idol
By Mrs. G. M. Flanders, 1860]
Ellen; or, The Fanatic's Daughter
By Mrs. V. G. Cowdin 1860]
The Black Gauntlet: A Tale of Plantation Life in South Carolina [EXCERPTS]
By Mrs. Henry R. Schoolcraft 1860]

انکل ٹوم کیبن کے دور میں لکھے گئے دوسرے شاہکار

1850-1859

David Copperfield (UK, 1849-1850)
- Author -Charles Dickens (fiction: novel)
The Scarlet Letter (US, 1850)
- Author -Nathaniel Hawthorne (fiction: novel)
Representative Men (US, 1850)
- Author -Ralph Waldo Emerson (non-fiction: essay)
The Prelude (UK, 1850)
- Author -William Wordsworth (poetry: narrative)
Moby-Dick (US, 1851)
- Author -Herman Melville (fiction: novel)

Uncle Tom's Cabin (US, 1851)
- Author -Harriet Beecher Stowe (fiction: novel)

Bleak House (UK, 1852-1853)
- Author -Charles Dickens (fiction: novel)
Walden, or Life in the Woods (US, 1854)
- Author -Henry David Thoreau (non-fiction: memoir/philosophy)
Hard Times (UK, 1854)
- Author -Charles Dickens (fiction: novel)
Leaves of Grass (US, 1855 [1st ed.])
- Author -Walt Whitman (poetry: lyric)
Note: Numerous further, expanded editions, 1856-1892.
Poems (esp. "'Hope' Is the Thing with feathers") (US, c. 1855-1886)
- Author -Emily Dickinson (poetry: lyric)
North and South (UK, 1854-1855)
- Author -Elizabeth Gaskell (fiction: novel)
The Warden (UK, 1855)
- Author -Anthony Trollope (fiction: novel)
Children's and Household Tales (Grimm's Fairy Tales) (Germany, 1812-1857)
- Author -Jacob & Wilhelm Grimm (fiction: stories)

Madame Bovary (France, 1857) (on 17 lists)



Illustration from the 1853 version of Uncle Tom's Cabin depicting Tom and Eva

امریکی رومانی ادب دور کے اہم ادیب اور انکی شاہکار کتب

Key Authors of the Romantic period:
Washington Irving:
"The Devil and Tom Walker"
William Cullen Bryant:
"Thanatopsis"
Nathaniel Hawthorne:
"The Minister's Black Veil", The Scarlet Letter
Edgar Allan Poe:
"The Raven", "The Fall of the House of Usher", "The Tell-Tale Heart"
Herman Melville:
Moby-Dick
Oliver Wendell Holmes:
"Old Ironsides"
Amos Bronson Alcott:
"The Forester" and "Thoreau"

Ralph Waldo Emerson:
"Nature", "Self-Reliance", "Concord Hymn"
Henry David Thoreau:
"Walden", "Civil Disobedience"
Emily Dickinson:
"Because I Could not Stop for Death", "I Heard a Fly Buzz--When I Died", and other poetry
Walt Whitman:
"Leaves of Grass", "Song of Myself"
Harriet Beecher Stowe:
Uncle Tom's Cabin

یورپین اور امریکی ناول میں فرق

یورپ اور انگریزی کے ناول حقیقت پسندی پر بہت زور دیتے تھے۔ تفصیلات بہت زیادہ ہوتی تھیں۔

اس کے برعکس اگر ہم امریکہ کے اہم ناول نگاروں ہاتھورن، میلول اور ایڈگر ایلن پو کو دیکھیں تو انہوں نے حقیقت سیرت نگاری کے بجائے بہادری اور عظمت کی داستانوں پر توجہ دی ہے۔ سکارلیٹ لیٹر ہو یا موبی ڈک یا پھر انکل ٹام کیبن ان تمام ناولز کے ہیرو اکیلے ہی مشکل ترین حالات کا مقابلہ کرتے نظر آتے ہیں۔

برطانوی معاشرہ اپنے ارتقائی مراحل طے کر چکا تھا۔ تعلیم یافتہ تھا۔ ایک مکمل ڈھانچہ موجود تھا۔ جہاں غریب لوگ بھی تھے اور امیر لوگ بھی۔ تو اس معاشرے کے ناولز میں ایک غریب امیر گھرانے میں شادی کر لیتا ہے یا کسی امیر رشتہ دار سے جائیداد مل جاتی ہے۔ اور وہاں کا درمیانی طبقہ ایسے ناول سے خوش تھا۔

امریکی ناولز میں انقلاب اور روح کی تکلیف کو اس لیے سامنے لایا گیا کیوں کہ معاشرہ ارتقائی مراحل میں تھا۔ وہاں انقلاب تھا۔ سماجی تشدد تھا۔ معاشرہ غیر طبقاتی اور جمہوری تھا۔ ناول نگاروں کے سامنے عظیم الشان صحرا اور وادیاں موجود تھیں۔ قدیم روایات کا کوئی تصور نہ تھا۔ کیونکہ تمام دنیا سے لوگ وہاں پر آ رہے تھے۔ مختلف زبانوں کے ساتھ۔

اب ناول نگاروں نے معاشرے کی اصلاح کرنی تھی۔ سنجیدہ ہیرو خود اعتمادی سے تن تنہا ہی اپنی دنیا تخلیق کرتا ہے۔ اسے اپنے آپ کو خود ہی دریافت کرنا ہے۔

اس دور کے ناولوں میں معاشرہ اندرونی تقسیم اور تضاد کا شکار تھا۔ خانہ جنگی کا دور تھا۔ سماج مستحکم نہیں تھا۔ ہر ایک اپنی شناخت کو تلاش کر رہا تھا۔ اس لیے ناول کے اختتام پر اہم کردار موت کا سامنا کرتے نظر آتے ہیں۔ چاہے وہ انکل ٹوم ہوں، سکارلیٹ لیٹر کے حساس پادری ہوں۔ اور موبی ڈک میں بھی تو ہیرو کے علاوہ تمام اہم کردار مرتے نظر آتے ہیں۔

انکل ٹوم کیبن بھی معاشرے کے اس تضاد کی طرف بھرپور توجہ دے رہا ہے کہ ایک طرف تو ہم امریکہ میں مساوات کو اہم ترین نکتہ قرار دیتے ہیں دوسری طرف غلامی کے نام پر مساوات کی انسانی حقوق کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ اسی ناول کی وجہ سے تمام دنیا میں غلامی پر ایک نئی بحث کا آغاز ہو گیا۔ جن میں برطانیہ کے علاوہ بعض جرمنی اور روس کے اعلیٰ ترین دماغ شامل تھے۔ اس ناول کی لگائی ہوئی

چنگاری سے امریکہ میں دس سال تک غلامی پر بحث و مباحث جاری رہے شعلے گرم ہوتے رہے۔ اور پھر دس سال بعد ایسی خانہ جنگی کا آغاز ہوا جس میں ساڑھے چھ لاکھ کے قریب جانی نقصان ہوا۔

انکل ٹام کیبن

انیسویں صدی کا سب سے زیادہ فروخت ہونے والا ناول

جس نے دنیا سے غلامی کے خاتمے کے لئے راہ ہموار کی

فروری کے سرد مہینے میں دو آدمی شاندار کمرے میں بیٹھ کر کسی اہم مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے۔ ایک آدمی کی شخصیت اگرچہ متاثر کن نہ تھی مگر بہترین کپڑوں اور ہاتھوں میں پہنی قیمتی انگوٹھیوں اور سونے کی نمائش سے اپنے آپ کو امیر زادہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جب کہ دوسرا شخص مسٹر شیلبی جو گھر کا مالک تھا جس کو دیکھ کر پہلی ہی نظر میں اندازہ ہو سکتا تھا کہ وہ خاندانی انسان ہے۔ مسٹر شیلبی اپنے غلام ٹام کی تعریف کر رہا تھا کہ وہ عام حبشی غلاموں سے مختلف ہے۔ بہت ہی ایماندار محنتی قابل اور نیک۔ قیمتی اشیاء کی دیکھ بھال بھی وہی کرتا ہے۔ مذہب کا بھی اسے علم ہے۔

دوسرا آدمی جو کہ غلاموں کی تجارت کرتا ہے بولا "لوگ کہتے ہیں حبشی غلام صرف برے ہی ہوتے ہیں مگر آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ مجھے بھی کچھ عرصہ پہلے ایسا ہی ایک غلام ملا جو میں نے کم قیمت میں خرید کر مہنگے داموں بیچا"۔

مسٹر شیلبی نے بات جاری رکھی۔ ٹام کو میں نے اپنے کام سے بھیجا اور وہ پانچ سو ڈالر کی بڑی رقم ایمانداری سے واپس لے آیا۔ میں اسے اپنے آپ سے جدا نہیں کرنا چاہتا مگر جو قرضہ میں نے تم سے لے رکھا ہے اس کے بدلے میں ٹام جیسا ایماندار اور محنتی حبشی غلام تمہیں دینے کے لئے تیار ہوں۔

ٹھیک ہے مگر کوئی کم عمر لڑکا یا لڑکی بھی مجھے اس کے ساتھ چاہیئے۔ اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک افریقی بچہ جس کی عمر چار پانچ سال کے قریب ہو گی اندر داخل ہوا۔ سیاہ فام ہونے کے باوجود خوبصورتی اس کے چہرے سے نمایاں تھی۔

خوبصورت بال شاندار آنکھیں۔

مسٹر شیلبی نے اس کی طرف کشمش پھینکی جو چھوٹے چھوٹے ہاتھوں نے جلدی جلدی پکڑنے کی کوشش کی۔

مسٹر شیلبی نے ہنستے ہوئے کہا بچے انہیں دکھاؤ کہ تم کس طرح گاتے ہو اور ڈانس کرتے ہو۔ چھوٹے بچے نے گانا گانا شروع کیا ساتھ ہی ڈانس بھی کرتا رہا۔ Mr. Haley بھی خوش تھا۔ شیلبی نے بچے سے اور فرمائشیں کیں۔ مسٹر شیلبی اور ہیلی ہنستے رہے۔ خوش ہوتے

رہے۔ دروازہ کھلا اور پچیس سالہ خوبصورت عورت اندر داخل ہوئی۔ وہ بچے کی ماں تھی۔ اگرچہ افریقی مگر بہت خوبصورت۔ میں اپنے بچے Harry Harris کو تلاش کر رہی تھی۔ اس نے بچے کو لیا پیار کیا اور ساتھ لے کر چلی گئی۔ ہیلی بولا یہ عورت مجھے بیچ دو۔ نہیں یہ میری بیوی کی خدمت پر معمور ہے اس لئے اسے بیچنا ممکن نہیں۔ ٹھیک ہے مگر یہ نہ کہیں کہ بچہ بھی نہیں مل سکتا۔ ایک آدمی

ننھے ہیری کی ماں ایلائزا کے کان بھی یہ الفاظ سن چکے تھے کہ اس کے پیارے بچے کو اس سے جدا کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ بچہ اس سے جدا ہو سکتا ہے یہ خیال آتے ہی بچے کو اس قدر زور سے سینے سے لگایا کہ وہ پریشان ہو کر رونے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی مالکن کے پاس تھی مگر جب ہر کام میں غلطی کی تو مالکن نے پوچھ ہی لیا۔ پریشان لگتی ہو ایلائزا کیا بات ہے۔ وہ رونے لگی۔ قریب بیٹھی۔ مسز مسز

ایک آدمی ابھی مالک سے میرے ہیری کو خریدنے کی بات کر رہا تھا۔

بیوقوف ہو تم ایلائزا تمہارے مالک اپنے ملازم بیچنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ چلو اب کام کرو اور بے وقوف سوچوں کو دماغ سے نکال دو۔ اپنی مالکن کے تسلی دلانے پر اسے کچھ اطمینان ہوا۔ مسز شیلبی اعلی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ امیر بھی تھیں اور پڑھی لکھی بھی۔

نیکی اور بدی میں تمیز کرنے والی۔ انہی خوبیوں کی وجہ سے ان کا شوہر ان کی عزت کرتا اور اہم فیصلوں سے پہلے ان کی رائے ضرور لیتا۔

اور یہ ہی بنیادی وجہ تھی کہ اس گھر کے غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا۔

ایلائزا کم عمری میں اس گھر میں آئی تھی اور وہاں پر ہی جوانی میں قدم رکھا اور نزدیکی علاقے کے ایک خوبصورت اور اچھی عادات کے عقلمند غلام جارج سے شادی کر دی۔ اس گھر میں کسی نے اس چیز کا احساس نہیں ہونے دیا کہ وہ غلام ہے۔ ایلائزا کو کبھی کسی نے غلام ہونے کے باوجود غلط نظروں سے نہیں دیکھا۔

اس کے شوہر جارج میں غلام ہونے کے باوجود ہر قسم کی خوبی تھی۔ اس کے مالک نے اسے خریدنے کے بعد ایک فیکٹری میں کام

وہ ایک غلام تھا اور جب اس کے اصل مالک کو اس کی شہرت کا علم ہوا تو اس سے شدید حسد کرنے لگا۔ اسی لئے فوری طور پر اسے اس فیکٹری میں مزید کام کرنے سے منع کر دیا۔ قانون کہتا تھا کہ غلام کی تمام تر کمائی کا حق اس کے مالک کا ہے۔ فیکٹری کا مالک جو جارج کو پسند کرتا تھا اس نے پوری کوشش کی کہ وہ اس کے پاس کام جاری رکھے۔ پہلے تو صاف انکار کیا کہ وہ اسے نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ جو مشین اس نے ایجاد کی ہے اس میں بہتری کر رہا ہے۔ جس کے جواب میں مالک نے کہا کہ اگر ایسی کچھ اور مشینیں غلام ایجاد کرنے لگے تو ایک طرف تو مالکوں کے ڈوب مرنے کا مقام ہے اور اگر مشینیں کام کرنے لگیں تو غلام کیا کریں گے۔

جارج نے جب یہ سب گفتگو سنی تو اس کے سینے میں غصے کی آگ بھڑک اٹھی۔ مگر برداشت کرتے ہوئے مکمل خاموشی اختیار کی۔

فیکٹری کا مالک قانونی طور پر مجبور تھا اس لئے مالک کے ساتھ جارج کو جانے کی اجازت دے دی۔

مگر کہا کہ جلد ہی وہ اسے واپس لانے کے سلسلے میں کچھ کرے گا۔

مسٹر شیلبی نے زمانے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی غلام لڑکی کی اپنے ہی ہاتھوں شادی کروائی تھی۔ اور دونوں اگرچہ اپنے اپنے مالکوں کے پاس رہتے تھے مگر پھر بھی زندگی بہت سکون سے بسر ہو رہی تھی۔ ایلائزا کے پہلے دو بچے پیدائش کے بعد ہی فوت ہو گئے لیکن ہیری زندہ رہا۔ جس سے اس کے ماں باپ شدید محبت کرتے تھے۔

فیکٹری کا مالک کچھ دن بعد دوبارہ جارج کے مالک سے ملا۔ اسے زیادہ پیسوں کی بھی لالچ دی جس نے جواب دیا کہ قانونی طور پر وہ میرا غلام ہے اور آپ جاسکتے ہیں۔ جارج ایک ذہین غلام تھا۔ حالات کا اندازہ کرتے ہوئے دل میں شدید غصہ اور انتقام کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔

مسٹر شیلبی کو اب یہ فکر تھی کہ اپنی بیوی سے کس طرح بات کریں کہ وہ ٹام اور ہیری کو بیچنا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف ایلائزا نے جب اپنے بچے کو بیچنے کے بارے میں بات کی تو مسز شیلبی کو ذرا بھی اس بات پر یقین نہ ہوا کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ ان کا شوہر بے حد اچھا انسان ہے۔ مسز شیلبی کے باہر جانے کے بعد ایلائزا سے ملنے ایک اور حبشی آیا۔ یہ بھی اگرچہ کالا تھا مگر خوبصورت انسان۔ ایلائزا

میں بھی پیدا نہ ہوتا۔ بلکہ کاش ایلائزا تم مجھ سے کبھی نہ ملی ہوتی۔ میں تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا مگر حالات ہی اس طرح کے ہو جاتے ہیں۔ ایلائزا پریشان ہو کر بولی جارج جارج تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ ایلائزا میں اپنے بچے سے بہت محبت کرتا ہوں۔ تم میرے لئے دنیا کی خوبصورت ترین عورت ہو میری زندگی کا کل اثاثہ۔ مگر کاش میں تمہیں نہ دیکھتا۔ زندگی دکھ درد سے بھری ہے صرف تکلیف ہی تکلیف ہے۔ ایک کیڑے سے بھی بدتر زندگی ہے میری۔ میں تکلیفیں اٹھا رہا ہوں اور تم بھی میرے ساتھ تکلیفیں اٹھانے پر مجبور ہو۔ ایسی زندگی سے تو موت ہی بہتر ہے۔ ایلائزا بولی جارج تمہارا مالک سخت انسان ہے تم مشکلات میں زندگی گزار رہے ہو مگر خدا کے لئے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔

صبر کروں۔ تم کہہ رہی ہو میں صبر کروں۔ اب تک صبر ہی تو کر رہا ہوں۔ مجھے میرے مالک نے اس جگہ نوکری نہ کرنے دی جہاں ہر شخص میرے ساتھ مہربان تھا۔ اگرچہ میں اپنی پوری کمائی اپنے مالک کے حوالے کرتا رہا۔

اسے معاف کر دو وہ تمہارا مالک ہے۔

میرا مالک کس نے بنایا ہے۔ اسے میرا مالک اور مجھے اس کا غلام۔ کیا اسے مالک بننے کا حق حاصل ہے۔ میں بھی تو اسی طرح کا ایک انسان ہوں بلکہ اس سے کہیں زیادہ بہتر انسان۔ اس سے زیادہ بہتر پڑھ لکھ سکتا ہوں۔ اس سے زیادہ بہتر کام کر سکتا ہوں اور سب کچھ خود حاصل کیا۔ اس نے تو ہمیشہ علم حاصل کرنے سے مجھے روکا اور اب مجھ سے جلتا ہے۔ مجھے اپنی اہلیت کے مطابق کام نہیں کرنے دیتا بلکہ وہ کام کرواتا ہے جو جانور بھی کر سکتے ہیں۔ بلکہ غلیظ ترین اور مشکل ترین کام کروا کر جان بوجھ کر مجھے اذیت دیتا ہے۔

جارج جارج تم مجھے خوفزدہ کر رہے ہو مجھے لگتا ہے تم کچھ غلط کر جاؤ گے۔ میں جانتی ہوں تمہارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے مگر احتیاط سے کام لو۔ غصہ نہ کرو میرے لئے برداشت کر لو۔ اپنے پیارے بیٹے ہیری کے لئے اسے معاف کرتے رہو۔

میرے دماغ میں شیطان ہے۔ وہ کیا سوچتا ہے اور وہاں سے ختم کر دے گا۔ ابھی کل ہی میں گھوڑا گاڑی پر پتھر رکھ رہا تھا اس نے گھوڑے کو خوفزدہ کرنا شروع کر دیا۔ میں نے آرام سے کہا مجھے کام کرنے دیں یہ بات سن کر مجھے کوڑے سے مارنے لگا۔ میں نے ہاتھ پکڑ کر مارنے سے روکا تو پھر باپ کے پاس شکایت لے کر گیا کہ میں اسے مار رہا ہوں۔ باپ آیا مجھے درخت سے باندھ دیا اور دونوں باپ بیٹے نے اتنا مارا کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ ایک دن اسے ان باتوں کا جواب دینا پڑے گا۔ اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو چکی تھیں۔

مجھے بس یہ بتا دو ایلائزا کہ وہ کون ہے جس نے اجازت دی ہے کہ میں اس کا غلام بنوں اور وہ میرا آقا۔ ایلائزا بولی میں سمجھتی ہوں کہ ہمارا مذہب ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ اپنے مالک سے وفادار رہیں۔

تم تو اپنے مالک سے وفادار رہ سکتی ہو وہ اچھا انسان ہے۔ تمہیں بچوں کی طرح رکھتا ہے۔ تمہیں اچھے طور طریقے سکھائے تعلیم بھی دی مگر میں تو اپنے مالک کے لئے کمائی کرتا ہوں اور جواب میں ذلت اور مار بھی برداشت کرتا ہوں۔ اب مزید برداشت نہیں کروں گا۔

ایلائزا کانپ رہی تھی۔ ایلائزا تم نے مجھے جو پیارا کتے کا بچہ تحفے میں دیا وہ مجھے بہت عزیز تھا۔ ہر وقت میرے ساتھ رہتا میرے ساتھ سوتا۔ مجھے ایسے دیکھتا جیسے میرے خیالات سمجھ رہا ہو۔ کل میں اپنی خوراک میں سے کچھ حصہ اسے دے رہا تھا۔ مالک نے دیکھ لیا اور کہنے لگا کہ وہ اجازت نہیں دے گا کے حبشی غلام کے پاس اس کا اپنا کتا ہو۔ پھر حکم دیا کہ گلے میں پتھر باندھ کر دریا میں ڈال دو۔

ایلائزا نے کہا جارج تم ایسا نہیں کروگے۔ نہیں میں نے ایسا نہیں کیا مگر اس نے کر دیا۔ دریا میں ڈوبتے ہوئے مجھے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے پوچھ رہا ہو کہ میں اسے کیوں نہیں بچا رہا۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ مزید برداشت نہیں کروں گا۔

ایلائزا بولی ہم مذہب پر یقین رکھتے ہیں خدا ہماری مدد کرے گا۔

خدا۔ ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ خدا ہماری مدد کرے گا۔ مگر بعض اوقات تو میں سوچ میں پڑ جاتا ہوں کہ خدا ہمارے ساتھ ایسے ظلم کیوں ہونے دیتا ہے۔

جارج مالکن کہتی ہیں جب ہمارے ساتھ غلط بھی ہو رہا ہو تو خیال کرنا چاہیئے کہ اس میں خدا کی حکمت ہے۔

تمہاری میرے ساتھ شادی کیوں کر دی۔ اب کہتا ہے کہ میں تم سے ملنے یہاں نہیں آسکتا۔

مگر جارج ہم نے تو شادی کی ہے سب موجود تھے۔ چرچ میں ہماری شادی ہوئی۔

یلائزا قانون کے مطابق غلام شادی نہیں کر سکتے اس ملک میں یہی قانون ہے۔ میرا مالک چاہے تو تم میری بیوی نہیں رہ سکتی۔ اور اسی لئے میں سوچتا ہوں کہ تم مجھے نہ ملی ہوتی۔ ہم ایک دوسرے کو نہ جانتے تو بہتر ہوتا۔ کاش میں اس دنیا میں آیا ہی نہ ہوتا کاش ہماری کوئی اولاد ہی نہ ہوتی۔ اس کے ساتھ بھی وہی کچھ ہو گا جو ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔

ایلائزا بولی مگر میرا مالک تو بہت نیک اور اچھا انسان ہے۔

ہاں اچھا انسان ہے مگر کیا معلوم کہ کب مر جائے یا پھر تمہیں کسی اور کے ہاتھوں بیچ دے۔ ہیری بھی تو کسی دوسرے کے حوالے کیا جا سکتا ہے۔ ایلائزا کا دھیان فوری طور پر اس آدمی کی طرف گیا جو ہیری کو خریدنے کی بات کر رہا تھا۔ اسے اپنی سانس بند ہوتی محسوس ہوئی۔ پہلے سوچا کہ اسے بتائے کہ اس نے کیا سنا تھا پھر چپ رہی۔ اس کا شوہر تو پہلے ہی سخت تکلیف میں تھا۔

جارج نے دکھی لہجے میں کہا میری پیاری ایلائزا خدا حافظ میں یہاں سے جا رہا ہوں۔

جا رہے ہو۔ کہاں۔

کینیڈا۔ وہاں جا کر کمائی کر کے تمہیں آزاد کروالوں گا یہی ہمارے لئے امید کی آخری کرن ہے۔ تمہارا مالک اچھا انسان ہے رقم لے کر تمہیں آزاد کر دے گا۔ مگر تم بھاگ رہے ہو۔ اگر پکڑے گئے تو۔ میں مر جاؤں گا ان کے ہاتھ نہیں آؤں گا یا آزاد زندگی گزاروں گا یا جان دے دوں گا۔

کیا اپنی جان لے لو گے۔

سنو ایلائزا۔ چند دوسرے لوگ بھی میری مدد کر رہے ہیں میں ان سے کہوں گا کہ میرا تمہارے ساتھ تعلق ختم ہو گیا ہے تاکہ تم پر سختی نہ کریں۔ پھر چند دن بعد غائب ہو جاؤں گا تم فکر نہ کرنا۔ میں کینیڈا جا کر آزاد ہوں گا اور تمہیں آزاد کرواؤں گا۔

دونوں رو رہے تھے یہ ان کی آخری ملاقات تھی۔

آئیں اب انکل ٹام کے لکڑی سے بنے ہوئے کمرے پر نظر ڈالتے ہیں جو مالک کے شاندار گھر کے قریب ہی بنا ہوا تھا۔ گھر کے قریب ہی پھلوں کے باغات تھے۔ کمرے کے اندر آنٹی کلوئے رات کا کھانا بنا رہی تھی۔ یہ انکل ٹام کی بیوی تھی۔ مسٹر شیلبی کے گھر میں کھانا پکاتی اور ایسا شاندار کہ سب ہی تعریف کرتے۔ اس کے چہرے سے اطمینان نظر آ رہا تھا۔ لکڑی کے بینچ پر اس کے دو بچے حیرانی سے تیسرے چھوٹے بچے کو چلنے کی کوشش میں مصروف دیکھ رہے تھے۔ چولہے پر کچھ پک رہا تھا۔ انکل ٹام بھی وہاں موجود تھے۔ مکمل افریقی بہت صحت مند چہرے سے سنجیدہ اور عقلمند لگنے والے۔ رحمدل اور نیک انسان۔ اس وقت تختی پر اے بی سی لکھ رہے تھے۔

تیرہ سال کا صحت مند بچہ جو ان کے مالک کا بیٹا تھا انہیں لکھنا پڑھنا سکھا رہا تھا۔

نہیں انکل ٹام اس طرح نہیں جی کو اس طرح نہیں لکھتے۔ اس طرح تو کیو بن جاتا ہے۔ اس طرح جی اور اس طرح کیو۔

آنٹی کلوئے نے اسے کیک نکال کر دیا۔ بچے غور سے اسے دیکھ رہے تھے۔ اس نے کہا انہیں بھی دیں آنٹی کلوئے۔ بچوں کو بھی دے دیا گیا جو انہوں نے جلدی جلدی کھا لیا۔

انہوں نے اپنے شوہر سے کہا کہ ٹام تو بہت نیک اور اچھی عادات کا انسان ہے اور بہت عرصے سے اس گھر کی خدمت کر رہا ہے۔ تم نے تو بہت مرتبہ اسے یہ بھی کہا ہے کہ وہ آزاد کر دیا جائے گا۔ میں نے بھی ایسے ہی وعدے اس سے کئے ہیں اور دیکھو ایلائزا کا بیٹا تو بہت ہی چھوٹا ہے۔ ماں اپنے بچے سے کس قدر محبت کرتی ہے۔ کیا تم اسے بھی بیچنے کا خیال دل میں رکھتے ہو۔ جس پر شوہر نے جواب دیا کہ غلام خریدنے اور بیچنے کے لئے ہی ہوتے ہیں۔ ہر ایک ایسا کرتا ہے اور میں تو مجبوری کی حالت میں ایسا کر رہا ہوں۔ بلکہ انہیں بیچا بھی جا

چکا ہے۔ میری خواہش تھی کہ کوئی دوسرے غلام بیچ دوں مگر ان سے میرا قرض نہیں اتر سکتا تھا۔ لیکن اگر صرف ایلائزا کو ہی بیچ دیا جائے تو بات بن سکتی ہے۔

مسز شیلبی سخت حیران پریشان کھڑی تھیں اور غصے میں ہیلی کو برا بھلا کہا۔ شوہر نے اسے پیار سے اپنی مجبوری کا بتایا تو بیوی نے شوہر سے معافی مانگ لی کہ جذبات میں وہ غصے سے بات کر رہی تھی۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ ٹام جیسا اچھا انسان دوبارہ انہیں نہیں ملے گا۔ اپنے دل میں شرمندگی محسوس کی اور دوبارہ اپنے شوہر سے کہا کہ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم نقصان اٹھالیں اور غلام نا بیچیں۔ تو شوہر نے جواب دیا کہ میری مکمل خواہش اور یہ سوچ تھی کہ کبھی اپنے غلاموں کو خود سے جدا نہیں کروں گا مگر حالات ہی کچھ ایسے ہو چکے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں۔ ایک طرف میری عزت ہے میری جائیداد ہے اور دوسری طرف یہ غلام۔

بیوی اپنے شوہر کی مجبوری کو سمجھ رہی تھی مگر پھر بھی سخت پریشانی میں اپنے منہ کو چھپالیا۔ اور کہنے لگی کہ شاید غلامی خدا کی طرف سے دی گئی سب سے بڑی سزا ہے۔ جو نا صرف غلاموں کے لئے ہے بلکہ ان کے مالکوں کے لئے بھی۔ میں نے ان کی بہت اچھی تربیت کی۔ غلاموں کی خرید و فروخت کو میں نے کبھی بھی اچھا خیال نہیں کیا۔ شوہر نے جواب دیا کہ پادری صاحب نے اپنے خطبے میں کیا کہا تھا۔ جس پر اس کی بیوی نے غصے میں کہا کہ پادریوں کو اپنے فائدے کی جو چیز نظر آتی ہے اس کا ساتھ دینے لگتے ہیں۔ میں ایسے پادری کا

سے جاتے ہوئے نہ دیکھیں اس لئے میں صبح ہی چلا جاؤں گا اور تم بھی ایلائزا کے ساتھ کہیں چلی جانا۔ مسز شیلبی کی محبت سچی تھی اس لئے اب ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

ایلائزا جو پہلے ہی اپنے شوہر کی باتوں سے پریشان تھی چپکے سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔ زمین اس کے پیروں سے نکل گئی۔ ماں اپنے بچے سے کس طرح جدا ہو سکتی تھی۔ گھبراہٹ میں بچے کے پاس گئی کچھ لمحے سوچا کہ کیا کرے اور پھر وہاں سے بھاگنے کا فیصلہ کر لیا۔

کچھ سامان لیا بچہ بھی پریشان تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ اسے بتادیا کہ اگر وہاں سے نہیں جائیں گے تو بچہ کوئی اور شخص لے جائے گا۔ اپنی مالکن کے نام خط لکھتے ہوئے اسے بتادیا کہ اسے غلط خیال نہ کیا جائے مگر اپنے بچے کے بغیر نہیں رہ سکتی اور جو بھلائی اس کے ساتھ کی گئی ہے اس کا صلہ خدا انہیں دے گا۔ شدید سردیوں کے موسم میں پہلے اس نے مناسب سمجھا کہ انکل ٹام سے ملے۔ انکل ٹام اور آنٹی کلوئے جو ہمدرد دل رکھتے تھے کو سب باتیں بتائے۔ یہ بھی بتادیا کہ انکل ٹام بھی فروخت کردیئے گئے ہیں اور انہیں بھی وہاں سے بھاگ جانا چاہیئے۔ انکل ٹام اس بات کا تصور بھی نہ کرسکتے تھے سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ آنٹی کلوئے بھی سخت پریشان تھی۔ اس پریشانی کے وقت بھی ایلائزا اور انکل ٹام نے اپنے مالکوں سے ہمدردی کی۔ ایلائزا بولی کہ اگر بات میرے ننھے ہیری کی نہ ہوتی تو میں کبھی بھی مالک سے بے وفائی نہ کرتی۔ انکل ٹام نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ اس کے بھاگنے پر مالک کو سب کچھ فروخت کرنا پڑ جائے۔ میں قربانی دوں گا اور خوش ہوں گا اگر میرے فروخت ہونے سے مالک کا مکان بچ جائے۔ مگر اسے بھی اپنے بیوی بچوں سے جدا ہونے کا دکھ اس قدر زیادہ تھا کہ وہ رو رہا تھا۔ انکل ٹام اور آنٹی کلوئے نے وعدہ کیا کہ وہ ایلائزا کے شوہر جارج کو سب کچھ بتادیں گے۔ ایلائزا اسر درات میں

راستہ تھا جہاں سے اس نے گزرنا تھا۔

اندھیری رات تھی راستے پر برف پڑی ہوئی تھی جس پر پیر پڑنے کے بعد وہ ٹوٹتی۔ جس کی آواز ایلائزا کو خوف زدہ کردیتی۔ شدید سردی تھی۔ اگرچہ ہیری اپنے پیروں پر چلنے کے قابل تھا مگر ماں کی محبت اور حفاظت اس چیز کی اجازت نہیں دے رہی تھی اس لئے اپنے بچے کو سینے کے ساتھ چمٹایا ہوا تھا۔ اس خوف زدہ مشکل اور تکلیف دہ حالات میں جس سمت کا وہ مظاہرہ کررہی تھی اس پر وہ خود بھی حیران تھی۔ اپنے خدا سے بار بار مدد کو طلب کرتی۔ چار گھنٹے کے مشکل سفر کے بعد اب وہ ایک بالکل اجنبی علاقے میں موجود

تھی۔ بچے نے ماں سے ڈرتے ہوئے کہا کہ اگر اسے نیند آجائے تو کسی دوسرے کے حوالے تو نہیں کر دیا جائے گا۔ بچے نے اپنی ماں پر اعتبار کیا اور سو گیا۔

Ohio River دریائے اوہائیو کے قریب ایک گاؤں میں وہ اپنی مالکن کے ساتھ آتی رہتی تھی اور اب اس دریا کو پار کرنا تھا۔ صبح کے وقت لوگوں کی آمدورفت شروع ہوئی تو لوگوں کی نظروں سے بچنے کے لئے اپنے اور بچے کے کپڑے درست کئے۔ حبشی ہونے کے باوجود اس کا اور بچے کا رنگ سفید تھا۔ جب بچے نے بھوک کا کہا تو اسے چھوٹا سا کیک دے دیا۔ بچے نے اپنے چھوٹے ہاتھوں سے ماں کو کھلانے کی کوشش کی مگر اس نے منع کر دیا۔ تھکن کی حالت میں ایک ہوٹل میں پہنچی اور بتایا کہ وہ اپنے جاننے والوں کے پاس کچھ دن گزارنے جا رہی ہے۔ ہوٹل کی مالکن نے مزید سوال جواب نہ کئے اور کچھ وقت گزارنے کی اجازت دے دی۔

آرام کے بعد دوبارہ سفر شروع کیا۔ دریا کو عبور کرنا تھا مگر وہاں پر تو برف کے ٹکڑے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے۔ کشتیوں کے لئے بھی سفر کرنا ممکن نہ تھا۔ ایک نزدیکی ہوٹل میں گئی جہاں سے علم ہوا کہ برف کی وجہ سے کشتیوں کو خطرہ ہوتا ہے۔ ایلائزا پریشان

* * * * * * * * * * * *

دوسری طرف صبح ہوئی تو گھر میں سب کو علم ہو گیا کہ ایلائزا فرار ہو چکی ہے۔ مسز شیلبی خوش تھیں جبکہ ہیلی جس نے ایلائزا کو خریدا تھا بے حد غصے میں تھا۔ دو ملازموں سیم اور اینڈی کو لے کر ایلائزا کی تلاش میں گیا۔ مگر وہ جانتے تھے کہ ان کی نیک دل مالکن چاہتی ہیں کہ ایلائزا اس کے ہاتھ نہ آئے۔ چنانچہ طویل راستے سے سفر کیا۔ ہر وہ طریقہ جس سے وقت گزارا جا سکتا تھا وہ انہوں نے آزمایا اور کافی دیر بعد وہ دریا کے کنارے اس جگہ پہنچے جہاں ان کا خیال تھا کہ ایلائزا موجود ہو گی۔ اور واقعی وہاں ایلائزا موجود تھی۔

* * * * * * * * * * * *

پھر ایک اور پریشانی اسے ہیلی سیم اور اینڈی نظر آ گئے۔ سیم نے اسے دیکھا اور اشارہ کیا کہ چھپ جائے۔ گھبراہٹ میں اس نے ہیری کو اٹھایا اور دریا کی طرف بھاگی۔ ہیلی نے اسے دیکھ لیا اور تیزی سے گھوڑا اس کے پیچھے دوڑایا۔ مگر ایلائزا تو جیسے پاگل ہو چکی تھی بچے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے وہ دریا میں موجود برف پر چھلانگ لگا چکی تھی۔ برف کا ٹکڑا اس کے بوجھ سے ٹوٹنے لگتا تو دوسرے ٹکڑے پر چھلانگ لگا دیتی۔ اس کے جوتے ٹوٹ چکے تھے کپڑے پھٹ رہے تھے۔ پیر زخمی ہو رہا تھا اور خون کے نشان برف پر بنتے جا رہے تھے۔ مگر وہ بچے کو مضبوطی سے پکڑے زخمی پیر اور تھکے ہوئے جسم کے ساتھ برف پر بھاگ رہی تھی۔ ہیلی سیم اور اینڈی جو کچھ دیکھ رہے تھے وہ ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔ اس نے اوہائیو دریا کو پار کر لیا۔ ایک آدمی نظر آیا اس سے التجا کی کہ اسے دوبارہ واپس نہ بھیجا جائے اور بے ہوش ہو گئی۔ اس آدمی کو اس مجبور مگر بہادر عورت پر بے حد ترس آیا۔ وہ آدمی ترس کھا رہا تھا اور ہیلی اور زیادہ غصے میں تھا کہ عورت فرار ہونے میں کامیاب ہو گئی۔ سیم اور اینڈی نے واپس جا کر اپنی مالکن کو بتایا کہ کس طرح بہادر عورت فرار ہونے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ مسز شیلبی بے حد خوش تھیں۔

حالت دیکھ کر پریشان تھے اور فیصلہ کر چکے تھے کہ اگرچہ کینیڈا بہت دور ہے مگر وہ اسے وہاں ضرور پہنچائیں گے۔ کینیڈا میں برطانیہ کی حکومت تھی اور اسی لئے وہاں غلامی منع تھی۔ مگر امریکہ میں غلامی کی اجازت تھی۔

انکل ٹام کو لے جانے کے لئے ہیلی ان کے کیبن میں پہنچ چکا تھا۔ سب رو رہے تھے حیران تھے کہ خدا ان کی مدد کیوں نہیں کر رہا۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے مالکوں کے ساتھ وفاداری کی مگر وقت پڑنے پر وہی مالکان ہی انہیں بیچنے کے لئے تیار تھے۔ اگرچہ انہیں مالکوں پر غصہ تھا مگر جلد ہی مسز شیلبی وہاں آئیں اور رونے لگیں۔ سب سمجھ گئے کہ وہ نہیں چاہتیں تھیں کہ انکل ٹام کو خود سے جدا کریں مگر مجبور ہیں۔ سب ان کے ساتھ رو رہے تھے اب انہیں مسز شیلبی سے کوئی شکایت نہ تھی۔

ہیلی نے اس انکل ٹام کو جس کی ایمانداری اور نیکی کی سب گواہی دیتے تھے زنجیریں پہنا دیں۔ ایک غلام تو بھاگ چکی ہے مگر میں تمہیں بھاگنے نہیں دوں گا۔ مسز شیلبی نے بھی اس سے درخواست کی کہ ایسا نہ کرے مگر وہ نہ مانا۔ اسے یہ بھی کہا گیا کہ جلد ہی انکل ٹام کو دوبارہ خرید لیا جائے گا۔

ہاں خریدنا اور بیچنا میرا کاروبار ہے۔ جس سودے میں مجھے زیادہ منافع ملے گا وہ میں ضرور کروں گا۔

انکل ٹام زنجیروں میں بندھے اس کے ساتھ جا رہے تھے۔ مسٹر شیلبی کے بیٹے جارج کو جب معلوم ہوا کہ انکل ٹام کو لے گئے ہیں تو جلدی سے پیچھے گیا۔ ان سے ملا اور کہا کہ اس ہیلی کو مار کر آپ کو آزاد کرواؤں گا۔

انکل ٹام نے سختی سے اس بات سے منع کیا تو اس نے کہا کہ میں وعدہ کرتا ہوں آپ کو آزاد کرواؤں گا۔ انہیں زبردستی رقم دی اور انکل ٹام کے سمجھانے پر انہیں ہیلی کے ساتھ جانے دیا۔ انکل ٹام نے اسے نصیحت کی کہ اپنے والدین کی ہمیشہ خدمت کرے۔ جارج نے

انہیں جانوروں کی طرح رکھا جاتا تھا۔ پھر بحری جہاز میں سوار کروا دیا گیا۔ مسافر امیر تھے خوشحال تھے مگر غلاموں کی حالت جانوروں سے بھی بدتر۔ نہ خوراک نہ لباس۔ مسافر غلاموں کو دیکھتے اور افسوس کا اظہار کرتے۔

ان مسافروں میں سے ایک ننھی منی خوبصورت بچی جو اپنے پھل اور مٹھائیاں ان غلاموں کے پاس لاتی۔ ایوا اس کا نام تھا۔ جلد ہی خوش مزاج انکل ٹام سے اس کی دوستی ہو گئی اور اس دوستی میں اس وقت اضافہ ہوا جب ایوا پانی میں گری تو انکل ٹام نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پانی میں چھلانگ لگا کر اسے بچا لیا۔ ایوا کے والد نے شکریہ کے طور پر ہیلی کو منہ مانگے دام دے کر انکل ٹام کو خرید لیا۔ انکل ٹام نے اپنے نئے مالک اور ان کی ننھی بچی کو بے حد پسند کیا۔ اب وہ ان کا غلام تھا اور ان کے گھر کی جانب سفر کر رہا تھا۔

دوسری طرف ایلائزا اپنے ننھے بچے ہیری کے ساتھ کینیڈا کی طرف جا رہی تھی۔ اس کی خوش قسمتی تھی کہ اچھے لوگ اسے ملے۔ جنہوں نے اس کی ہر طرح سے مدد کی۔ قانون کہتا تھا کہ غلامی ٹھیک چیز ہے اور لوگ غلام رکھ سکتے ہیں۔ قانون یہ بھی کہتا تھا کہ اگر کوئی غلام فرار ہو جائے تو اسے سزا ملنی چاہیئے اور جو کوئی اس کی مدد کرے گا وہ بھی جرم میں حصہ دار ہو گا۔ مگر پھر بھی کچھ لوگ ایسے تھے جو غلامی کو برا خیال کرتے اور بھاگنے والے غلاموں کی چھپ کر مدد کرتے تھے۔ اگرچہ بعض اوقات انہیں بھی سزا دی جاتی مگر یہ سلسلہ جاری رہتا۔ ایسے ہی لوگ ایلائزا کی مدد کر رہے تھے تاکہ وہ کینیڈا پہنچ کر آزادی کی زندگی بسر کر سکے۔ جو کہ اس کا پیدائشی حق تھا۔

راستے میں ایک نیک دل انسان نے کچھ کوشش کر کے اس کے شوہر جارج کا بھی پتہ چلا لیا کہ وہ بھی اپنے مالک سے فرار ہو کر اسی علاقے میں آ رہا ہے۔ یہ خبر ایلائزا کو دی کہ اس کی اپنے شوہر سے ملاقات ہونے والی ہے تو غریب عورت کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ

جس کی وجہ سے ایوا کی آنٹی اس کے گھر کی دیکھ بھال کرتیں۔ انکل ٹام ایوا سے بے حد پیار کرتے۔ وہ دونوں ایک ساتھ کھیلتے اور ایک دوسرے سے بہت زیادہ محبت کرنے لگے تھے۔ اس گھر میں انکل ٹام سمیت سب غلاموں کا بہت خیال رکھا جاتا۔ اچھا کھانا اچھے کپڑے سب کو ملتے۔ انکل ٹام نے اپنے نئے مالک کے ساتھ بھی اسی طرح نیک نیتی سے کام کیا جس طرح مسٹر شیلبی کے ساتھ کرتے تھے۔ ہمیشہ کوشش کی کہ ان کی دولت ان کے سامان کی حفاظت کرے۔ انہیں اچھے مشورے دے۔ ہر طرح کا سکون انکل ٹام کو حاصل تھا۔ صرف دکھ تھا تو اپنی بیوی بچوں کا جو ہمیشہ یادوں میں ساتھ رہتے۔ ایک مرتبہ جتنا انہیں لکھنا آتا تھا اتنا اپنی بیوی کو خط لکھا۔ ایوا نے چھوٹی عمر ہونے کے باوجود ان کی مدد کی۔ انکل ٹام کو یقین تھا کہ ایک دن جارج شیلبی اپنے وعدے کے مطابق مجھے واپس اپنے بیوی بچوں کے پاس لے جائے گا۔ آنٹی کلوئے کو وہ خط ملا۔ جس قدر وہ خوش ہوئی وہی جانتی تھیں۔ مسٹر شیلبی اور ان کی بیوی کو اس

بات کا علم ہوا تو انہوں نے پھر سوچا کہ کسی طرح انکل ٹام کو واپس لے آئیں مگر یہ کسی طرح ممکن نظر نہ آتا تھا۔ آنٹی کلوئے نے تجویز پیش کی کہ اسے اجازت دے دی جائے کہ دوسرے گھروں میں جا کر کھانے پکائے اور انکل ٹام کو آزاد کروالے۔ جو رقم مجھے ملے گی وہ میں جمع کروں گی اور چار پانچ سال کی کمائی سے ٹام آزاد ہو جائے گا۔

مسز شیلبی نے اس چیز کی اجازت دی اور کہا کہ ان کے پاس جتنی رقم ہو گی وہ بھی انکل ٹام کو آزاد کروانے کے لئے دے دیں گی۔ اسی وقت انکل ٹام کو خط لکھا گیا کہ وہ جلد ہی اپنے بیوی بچوں کے پاس ہوں گے۔ یہ خط بھی انکل ٹام کو مل گیا۔ وہی جانتے تھے کہ یہ خط ان کے لئے کتنا بڑا سرمایہ تھا۔ انمول تحفہ۔ اگرچہ جارج اور ایلائزا ایک دوسرے کے ساتھ تھے بے حد خوش تھے مگر وہ اپنی منزل کینیڈا سے ابھی بہت دور تھے۔ ان کی تلاش جاری تھی پکڑے جانے پر موت بھی ان کا مقدر بن سکتی تھی۔ چنانچہ فوری طور پر کینیڈا کی طرف سفر شروع کیا۔ رات کو سفر کرتے ہیلی کے بھیجے ہوئے غنڈے مسلسل ان کا پیچھا کر رہے تھے۔ جارج اور ایلائزا کے ہمدردان کی پوری مدد کر رہے تھے۔ ایک مرتبہ تو گولیوں کا تبادلہ بھی ہو گیا مگر جب دشمنوں نے دیکھا کہ مقابلہ زبردست ہے تو وہاں سے بھاگ

غلام سیاہ فام بچی نے کہا کہ جب تک مجھے نہیں مارا جاتا تا غلط کام کرتی رہوں گی۔ میں بہت بری ہوں۔ یہی میری پہلی مالکن بھی کہتی تھی جب اسے مارا جاتا تو بولتی کہ آپ کو تو مارنا بھی نہیں آتا۔

ایوا کے گھر میں رہتے ہوئے انکل ٹام کو دو تین سال گزر گئے۔ وہ ایوا سے بہت محبت کرتے ہیں مگر پھر وہ بیمار ہو گئی۔ لگتا تھا مر جائے گی۔ اس نے اپنے ابو سے کہا کہ میں جا رہی ہوں کبھی واپس نہ آنے کے لئے۔ ابو آپ مجھے بہت اچھے لگتے ہیں مجھے ایک تحفہ دے دیں۔ سب غلاموں کو آزاد کر دیں بلکہ دوسروں سے بھی کہیں کہ غلام انسان ہیں انہیں آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس کے ابو نے اس

بات کا وعدہ کیا۔ ایوا نے سیاہ فام غلام بچوں کو بھی کہا کہ اگرچہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے مگر انہیں اچھے بچوں کی طرح رہنا چاہیئے۔ ان بچیوں نے بھی وعدہ کیا کہ اب وہ شرارتیں نہیں کریں گے۔

انکل ٹام نے بیماری کے دوران ایوا کا بہت خیال کیا۔ ساری ساری رات اس کے بستر کے قریب بیٹھے رہتے۔ پھر ایک دن وہ مر گئی۔ سب لوگ اداس تھے ایسی پیاری بچی کو یاد کر کے بہت دیر تک لوگ روتے رہے۔ اس کے ابو نے وعدے کے مطابق سب غلاموں کو آزاد کر دیا۔ انکل ٹام کو بھی کہا گیا کہ وہ اپنے گھر جا سکتے ہیں۔ انہیں گھر جانے کے خوشی تھی مگر اب اپنے نئے مالک کو چھوڑنے کا افسوس بھی۔ پریشانی اور دکھ میں اس وقت اضافہ ہو گیا جب اس نیک دل مالک کو سخت زخمی حالت میں گھر لایا گیا۔ حادثے میں وہ شدید زخمی ہو گئے تھے اور مرنے والے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ مر گئے تو ان کی بیوی جو غلاموں سے نفرت کرتی تھی نے شوہر کے مرنے کے بعد اپنی بیٹی اور شوہر کی خواہش کی پرواہ نہ کی اور کہا کہ غلاموں کو آزادی نہیں ملے گی بلکہ انہیں کسی اور کے حوالے کر دیا جائے گا۔ ٹام کے لئے یہ حکم ناقابل برداشت تھا۔ نئی مالکن نے کسی کی بات نہ مانی اسے یاد کروایا گیا کہ شوہر اور بیٹی کی کیا خواہش تھی مگر وہ تو اپنے شوہر

دوری دوسرے بہت ہی برے حالات جانوروں سے بھی زیادہ برا سلوک ہو رہا تھا۔ شدید مارا جاتا۔ جب کوئی دوسرا بیمار ہوتا تو انکل ٹام اس کا بھی کام کرتے تاکہ دوسرے کو آرام مل سکے۔ اگرچہ اس وجہ سے بھی انہیں کوڑے مارے جاتے اور کہا جاتا کہ کسی دوسرے کی مدد نہیں کرنی۔

وہاں پر دو غلام عورتیں بھی تھیں جن کو بہت مارا پیٹا جاتا۔ انکل ٹام ان کی مدد کرتے تو ان پر بھی کوڑے برسائے جاتے۔ ایک عورت نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے مالک کو قتل کر دے گی۔ انکل ٹام نے کہا کہ مذہب اس بات کی اجازت نہیں دیتا برداشت کر و پھر یہاں سے

فرار ہو جاؤ۔ دونوں غلام عورتیں فرار ہو گئیں۔ انکل ٹام کو اس بات کا علم تھا مگر کسی کو نہ بتایا۔ عورتوں کو تلاش کیا گیا مگر وہ نہ ملیں۔ انکل ٹام کو کوڑے مارنے شروع کئے کہ وہ بتائیں کہ عورتیں کہاں ہیں۔ وہ مار کھاتے رہے مگر کچھ نہ بولے۔

ایلائزا اور جارج کا کینیڈا کی طرف سفر جاری تھا۔ انہوں نے اپنے آپ کو کپڑے وغیرہ سے کافی تبدیل کر لیا تھا تاکہ جو لوگ ان کی تلاش میں ہیں انہیں پہچان نہ سکیں۔ بچہ حیران تھا کہ اس کے امی ابو اتنے تبدیل کیوں نظر آرہے ہیں۔ وہ کشتی میں سوار تھے اور انہیں کینیڈا دور سے نظر آرہا تھا۔ پھر بالآخر ان کی منزل کینیڈا آگئی۔ وہ جگہ جہاں انہیں کوئی غلام نہیں بنا سکتا تھا اب وہ آزاد تھے۔

مسٹر شیلبی کی یہ خواہش تھی کہ انکل ٹام دوبارہ ان کے پاس واپس آئیں مگر وہ بیمار ہوئے اور مر گئے۔ مسز شیلبی اور ان کے بیٹے جارج نے باپ کی خواہش کے مطابق انکل ٹام کو تلاش کیا۔ ان کے مالک سے بھی ملاقات ہوئی جو انکل ٹام کے لئے سخت غصے میں تھا۔ جارج بھی غصے میں آگیا مگر غصہ برداشت کیا اور چھپ کر انکل ٹام سے ملاقات کی۔ جن کی حالت بہت خراب تھی وہ بے ہوش تھے۔ ہوش میں آئے جارج کو پہچان لیا۔ خوش ہوئے اور بولے تمہیں دیکھ لیا اب آسانی سے مر سکتا ہوں۔ جارج سے بیوی بچوں کا پوچھا اور کہا کہ ان سے کہنا میں ان سے بہت محبت کرتا ہوں دوسری دنیا میں ان سے ملاقات ہو گی۔

یہ کہہ کر وہ مر گئے۔ جارج نے ان کی قبر تیار کی اس پر نام بھی لکھنا چاہتا تھا مگر ایسا نہ کر سکا۔ اسے شرمندگی تھی افسوس تھا وہ سوچ رہا

امریکی ادب کی تاریخ

تمام بہترین کتب کے تراجم

موبی ڈک

ہرمن میلول

سید عرفان علی

پامیلا

شامیلا

جوزف اینڈریوز

ٹوم جونز

رابرٹ لوئی سٹیونسن کے بہترین ناول اردو آڈیو اور ٹیکسٹ

ٹریژر آئی لینڈ

کڈنیپڈ

ڈاکٹر جیکل اینڈ مسٹر ہائڈ

بوتل میں شیطان

سوئی سائڈل کلب

کیپٹن کرے جیئس

ایچ جی ویلز کے بہترین ناولز اردو آڈیو اور ٹیکسٹ

ٹائم مشین

وار آف دی ورلڈ

فرسٹ مین ان دی مون

کنٹری آف دی بلائنڈ

ان ویزی بل مین

آئی لینڈ آف ڈاکٹر مورو

آل ابروڈ فار ارورات

اناڑی بھوت